طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ (ابنِ ماجہ)



خواتین کا علمی ذوق

مُرتب: حافظ محمد فیضان عطاری مدنی

اظہارِ تشکر

الحمد لله رب العلمین ، اللہ تعالیٰ کا کروڑہا کروڑ احسان ہے جس نے مجھے اپنے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقے یہ شرف عطا فرمایا کہ میں اپنے اس مقالے کو بہت زیادہ محنت اور بہت جد وجہد سے منزلِ مقصود تک پہنچانے میں کامیاب ہوا،

اس کے بعد میں سب سے زیادہ مشکور ہوں ان عظیم شخصیات کا جن کی شفقتوں سے میں آج اس مقام پر ہوں کہ آج میرے رب نے مجھے اتنی عزتوں سے نوازا ہے اور یہ سب میرے شفیق والدینِ کریمین کی دعاؤں کے سبب ہو اور نہ میری کیا حیثیت تھی کہ آج میں اس کاوش کو پایہ تکمیل تک پہنچاتا،

رب العزت و حضورِ اکرم عزو جل و ﷺ کے کرم و فضل اور والدین کی دعاؤں کے ساتھ ساتھ میں آج ان تمام عظیم ترین شخصیتوں کو کیسے بھول سکتا ہوں کہ جنہوں نے مجھے اس قابل بنایا کہ میں نے آج یہ رسالہ تحقیق کے ساتھ لکھا،

میرے عظیم اساتذہ و مفتیانِ کرام کہ جن کی بے شمار محنتوں اور محبتوں کی وجہ سے مجھ عاجز کو یہ مرتبہ ملا کہ دنیا میں آج رب العزت نے بہت مقام عطا فرمایا اور اس معاشرے میں اللہ تعالیٰ نے مجھے عزت بخشی،

جب سے میں نے تعلیم کا آغاز کیا اس وقت سے لیکر آج تک میں اپنے ان تمام اساتذہ کا شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے مجھے ایک حرف بھی پڑھایا ہو، ان سب کی بارگاہِ عالیہ میں ہاتھ جوڑ کر نہایت ادب اور سچے دل سے اظہارِ تشکر کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ پاک میرے ان تمام اساتذہ کو دونوں جہاں کی تمام بھلائیوں سے نوازے، انکے علم، عمل، رزق اور عمر میں بے شمار برکات عطا فرمائے، ان کا سایہ مجھ پر تادیر قائم و دائم فرمائے۔

اور آخر میں اپنے ان تمام دوستوں کا ممنون ہوں کہ جنہوں نے ان تمام کاوشوں میں میری مدد کی، اللہ کریم ہم سب کو دین و دنیا کی بھلائیاں عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی ﷺ!

انتساب

الحمد للہ میں اپنی اس کاوش کو دورِ حاضر کی عظیم روحانی و علمی شخصیت کی جانب انتساب کر کے روحانی لطف و کیفیت محسوس کر رہا ہوں جن کی نظرِ ولایت سے لاکھوں بھٹکے ہوئے راہِ راست پر آ گئے،

میری مراد میرے پیر و مرشد، عالمِ نبیل، فاضلِ جلیل، عاشقِ رسولِ مقبول، یادگارِ اسلاف، نمونہ اسلاف، مبلغ اسلام، رہبر قوم، عاشقِ مدینہ، فدائے مدینہ، فدائے غوث الوری، فدائے سیدنا امام احمد رضا، صاحبِ تقویٰ، مسلکِ اعلی حضرت کے عظیم ناشر و مبلغ و پاسبان و ترجمان، صاحب المجد والجاہ، فیضِ رساں، عمیم الجود والاحسان، امیر دعوتِ اسلامی، امیرِ اہلِسنت، محسنِ دین وملت، ترجمانِ اہلِسنت، مخدومِ اہلِسنت، فخرِ اہلِسنت، نائبِ غوثِ اعظم، نائبِ اعلی حضرت، پیکرِ سنت، حامیِ سنت، ماحیِ بدعت، شیخِ وقت، پیرِ طریقت، امیرِ ملت، حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری، ضیائی دامت برکاتھم العالیہ ہیں،

اور اسی طرح اپنے تمام ہی اساتذہ کرام کی جانب (جنہوں نے مجھے ایک حرف ہی کیوں نہ پڑھایا ہو) منسوب کرتا ہوں،

اسی طرح میں اپنی اس ادنیٰ سی کاوش کو والدین کی طرف منسوب کرتا ہوں جنہوں نے ہمیشہ مجھے اپنی شفقتوں سے نوازا ہیں اور جن کی بدولت میں اس قابل ہوا کہ پہلے انہوں نے مجھے دنیاوی تعلیم دلوائی پھر دینی تعلیم حاصل کرنے کیلیے پہلے مدرستہ المدینہ میں حافظ بنوایا پھر جامعۃ المدینہ میں داخلہ کروایا، عالم کورس کروایا اور ہر طرح کی آزمائش میں شانہ بشانہ میرے ساتھ کھڑے رہیں۔

تادمِ تحریر میری والدہ محترمہ کا سایہ میرے سر پر نہیں رہا لیکن میں ان کا بہت زیادہ شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے پالا اور بچپن سے ہی اچھے اور برے کی تمیز سکھائی اور پھر میرے قدم کو مضبوط کیا کبھی تسلیاں دیں تو کبھی دعائیں کیں اور اب میں اللہ تبارک و تعالی کی بارگاہِ رفعت میں دعا گو ہوں کہ وہ میری والدہ محترمہ کی اپنے حضور ﷺ کے صدقے میں مغفرت فرمائے اور کل بروزِ قیامت بی بی فاطمۃ الزہراء کی کنیزوں میں شامل فرمائے۔ آمین!

فہرست

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَکْرَمَ الْحَبِیْبَ بِالْغُیُوْبِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی مَنْ عِنْدَہٗ اَخْبَارُ الْغُیُوبِ

وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْغُیُوبِ بِرَحْمَتِكَ یَا عَلَّامَ الْغُیُوْبِ!

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

درودِ پاک کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ ((مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ کُنْتُ شَفِیْعَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ))

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو فرماتے سنا کہ ((جو شخص مجھ پر درود پاک پڑھتا ہے میں قیامت کے دن اسکا شفیع ہونگا(یعنی اسکی شفاعت کروں گا)۔)) [1]

جو ہو مریض لا دوا یا کسی غم میں مبتلا صبح و مسا پڑھے سدا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اس کتابچہ میں ایک ابتدائیہ، دو فصلیں اور ایک خاتمہ ہے:

☆ ابتدائیہ

☆ فصلِ اول: علم کی فضیلت

☆ فصلِ ثانی: خواتین کا علمی ذوق

☆ خاتمہ

1) ابن بشکوال، خلف بن عبد الملک، القربۃ الی رب العالمین بالصلوۃ علی محمد سید المرسلین، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، الحدیث:۱۹، ص:۳۵۔

ابتدائیہ

اسلام ایک ایسا مکمل ضابطۂ حیات ہے جس کی بنیاد علم، فہم اور شعور پر رکھی گئی ہے۔ قرآنِ مجید کی پہلی وحی ہی لفظ ﴿اِقْرَأْ﴾ سے شروع ہوئی جو اس حقیقت کی واضح دلیل ہے کہ اسلام میں علم کو محض ایک اختیاری وصف نہیں بلکہ انسانی زندگی کی رہنمائی اور فلاح کا بنیادی ستون قرار دیا گیا ہے۔ علم وہ نور ہے جو انسان کو جہالت کے اندھیروں سے نکال کر معرفتِ الٰہی، صحیح عقائد اور درست اعمال کی طرف لے جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآنِ مجید اور احادیثِ نبویہ ﷺ میں جا بجا علم کی فضیلت، اہلِ علم کے مقام و مرتبہ اور جہالت کے نقصانات کو نہایت مؤکد انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

قرآنِ کریم انسان کو تدبر، تفکر اور تعقل کی دعوت دیتا ہے اور بار بار یہ سوال اٹھاتا ہے کہ کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں؟ اس اسلوب سے یہ حقیقت اجاگر ہوتی ہے کہ علم انسانی شرف و فضیلت کا معیار ہے۔ علم ہی وہ بنیاد ہے جس پر ایمان کی مضبوطی، اعمال کی درستگی اور معاشرے کی اصلاح قائم ہوتی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے نہ صرف علم حاصل کرنے کا حکم دیا بلکہ علم نہ ہونے کی صورت میں اہلِ علم کی طرف رجوع کو لازم قرار دیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دینِ اسلام میں تقلیدِ محض نہیں بلکہ علم و بصیرت کے ساتھ زندگی گزارنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

رسولِ اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ بھی علم دوستی اور تعلیم و تعلم کی عملی تصویر ہے۔ آپ ﷺ نے مردوں اور عورتوں دونوں کو یکساں طور پر علم حاصل کرنے کی ترغیب دی اور واضح فرمایا کہ علم دین کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ یہ فرضیت اس بات کی دلیل ہے کہ دین کا فہم ہر فرد کے لیے ضروری ہے تاکہ وہ اپنے عقائد، عبادات، معاملات اور اخلاق کو شریعت کے مطابق درست رکھ سکے۔ چنانچہ علم وہ اساس ہے جس پر ایک صالح فرد اور ایک مثالی اسلامی معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔

اسلام نے علم کو مرد و عورت دونوں کے لیے یکساں طور پر ضروری قرار دیا ہے۔ قرآنِ مجید کی متعدد آیات اور احادیثِ نبویہ اس حقیقت کی شاہد ہیں کہ علم کا حصول کسی خاص طبقے یا جنس کے ساتھ مخصوص نہیں۔ نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے، خواتین کے علمی ذوق کی مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے۔ اس تعلیم کے نتیجے میں اسلامی معاشرے میں خواتین نے دینی اور دنیاوی علوم کے حصول میں نمایاں دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔

علم کی اسی غیر معمولی اہمیت کے باعث اسلام نے اہلِ علم کو بلند مراتب عطا فرمائے۔ علماء کو انبیاء کا وارث قرار دیا گیا اور یہ بتایا گیا کہ حقیقی خشیتِ الٰہی انہی کے حصے میں آتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا صحیح علم رکھتے ہیں۔ اس سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ اسلام میں محض ظاہری عبادت یا کثرتِ نوافل کو اصل معیار نہیں بنایا گیا بلکہ علم کے ساتھ عبادت اور فہم کے ساتھ عمل کو فضیلت دی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک فقیہ عالم کو ہزار عابدوں سے افضل قرار دیا گیا۔

اسلامی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت پوری آب و تاب کے ساتھ سامنے آتی ہے کہ علم کا یہ شوق و ذوق صرف مردوں تک محدود نہیں رہا بلکہ خواتین نے بھی ہر دور میں علمی میدان میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ عہدِ نبوی ﷺ سے لے کر تابعین، تبع تابعین اور بعد کے ادوار تک ایسی بے شمار خواتین ملتی ہیں جنہوں نے قرآن، حدیث، فقہ، تفسیر اور دیگر علومِ اسلامیہ میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ ان خواتین کا علمی مقام اس قدر بلند تھا کہ جلیل القدر صحابہ، تابعین اور ائمۂ امت ان سے علمی استفادہ کرتے اور ان کی مجالسِ درس میں حاضر ہوتے تھے۔

کسی بھی معاشرے کی فکری، تہذیبی اور علمی ترقی میں خواتین کا کردار نہایت اہم اور بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ علم انسان کو شعور، بصیرت اور مقصدِ حیات کی صحیح پہچان عطا کرتا ہے، اور جب یہی علم خواتین کے ذریعے نسل در نسل منتقل ہوتا ہے تو پورا معاشرہ اس کے ثمرات سے مستفید ہوتا ہے۔ خواتین کا علمی ذوق دراصل ان کی فطری جستجو، سیکھنے کے شوق اور فکری بالیدگی کی علامت ہے، جو انہیں نہ صرف اپنی ذات کی تعمیر بلکہ سماج کی اصلاح کے قابل بناتا ہے۔

خواتین کا علمی ذوق محض کتابی علم تک محدود نہیں رہا بلکہ اس نے عملی زندگی میں بھی گہرے اثرات مرتب کیے۔ ایک تعلیم یافتہ عورت اپنے علم اور فہم کے ذریعے خاندان کی فکری تربیت کرتی ہے اور آنے والی نسلوں کی شخصیت سازی میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔ ماں کی گود کو پہلی درسگاہ قرار دیا گیا ہے، اور یہ اسی وقت مؤثر ثابت ہوتی ہے جب عورت خود علمی شعور سے آراستہ ہو۔

امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن خصوصاً سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا علمی مقام امتِ مسلمہ کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ آپ نہ صرف فقہ، حدیث اور تفسیر میں مرجعِ خلائق تھیں بلکہ بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی پیچیدہ مسائل میں آپ سے رجوع کیا کرتے تھے۔ اسی طرح دیگر صحابیات رضی اللہ عنہن نے بھی علم دین کے حصول میں غیر معمولی دلچسپی دکھائی اور حضور نبی کریم ﷺ سے باقاعدہ تعلیم کے لیے دن مقرر کروائے، جو اس بات کی روشن دلیل ہے کہ اسلام نے عورت کو علمی میدان میں پیچھے نہیں رکھا۔

بعد کے ادوار میں بھی خواتین کا یہ علمی ذوق پوری قوت کے ساتھ جاری رہا۔ تابعیات اور محدثات کی ایک طویل فہرست تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہے جنھوں نے حدیث کی روایت، قرآن کی تعلیم اور فقہی مسائل میں نمایاں مقام حاصل کیا۔ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ جیسے عظیم محدث اور مجدد کا اپنی اسناد میں درجنوں خواتین شیوخ کا ذکر کرنا اس حقیقت کا ناقابلِ تردید ثبوت ہے کہ علمی دنیا میں خواتین کو نہ صرف تسلیم کیا گیا بلکہ ان پر مکمل اعتماد بھی کیا گیا۔

اسلامی تاریخ میں ایسی مائیں بھی ملتی ہیں جنھوں نے اپنے بیٹوں کو علم کے زیور سے آراستہ کرنے کے لیے دنیاوی آسائشوں کو قربان کر دیا۔ امِ ربیعہ اور امِ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہما جیسی خواتین کا کردار اس بات کی مثال ہے کہ ایک ماں کا علمی ذوق کس طرح پوری امت کے لیے عظیم علمی شخصیات تیار کر سکتا ہے۔ ان خواتین نے نہ صرف علم کی اہمیت کو سمجھا بلکہ اپنی عملی زندگی سے یہ ثابت کیا کہ علم ہی اصل سرمایہ ہے۔

اسی طرح متعدد خواتین ایسی بھی گزری ہیں جنھوں نے خود علمی میدان میں ایسی مہارت حاصل کی کہ ان کا شمار وقت کی عظیم عالمات میں ہونے لگا۔ فاطمہ نیشاپوری، نفیسہ بنت حسن، حفصہ بنت سیرین، مریم اندلسیہ، عائشہ الباعونی اور دیگر بے شمار خواتین کے علمی کارنامے اس حقیقت کی گواہی دیتے ہیں کہ علم دین کے حصول میں عورت کسی طور مرد سے کم نہیں۔ ان میں سے بعض نے درسگاہیں قائم کیں، بعض نے تصانیف چھوڑیں اور بعض ایسی تھیں جن کا حافظہ اور فہم اہلِ علم کو حیران کر دیتا تھا۔

برصغیر کی مسلم خواتین نے بھی علمی میدان میں قابلِ قدر کردار ادا کیا ہے۔ انہوں نے دینی علوم، ادب، اصلاحی تحریروں اور تعلیمی سرگرمیوں کے ذریعے معاشرے کو فکری رہنمائی فراہم کی۔ ان خواتین کا علمی ذوق اس حقیقت کی عکاسی کرتا ہے کہ اگر عورت کو سازگار ماحول اور مناسب مواقع فراہم کیے جائیں تو وہ علم کے میدان میں نمایاں کامیابیاں حاصل کر سکتی ہے۔

زیرِ نظر تحقیق کا مقصد بھی اسی روشن حقیقت کو اجاگر کرنا ہے کہ اسلام میں علم کو کس قدر مرکزی حیثیت حاصل ہے اور خواتین نے اس علمی ورثے کی حفاظت اور ترسیل میں کیا کردار ادا کیا ہے۔ اس تحقیق میں پہلے علم کی فضیلت کو قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ علم کی بنیاد کتنی مضبوط اور مستحکم ہے، اس کے بعد خواتین کے علمی ذوق، ان کی علمی خدمات اور تاریخی شواہد کو تفصیل سے پیش کیا گیا ہے تاکہ یہ ثابت کیا جا سکے کہ اسلامی تہذیب میں خواتین محض علم کی طالبات ہی نہیں بلکہ معلمات، محدثات اور مرجعِ علم بھی رہی ہیں۔

یہ موضوع عصرِ حاضر میں اس لیے بھی نہایت اہم ہے کہ آج علم اور خواتین کے حوالے سے متعدد غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ اس تحقیقی مطالعے کے ذریعے یہ پیغام دینا مقصود ہے کہ اسلام نے عورت کو علم سے دور نہیں رکھا بلکہ اسے علم کے میدان میں عزت، وقار اور مکمل شرکت کا حق دیا ہے۔ اگر امتِ مسلمہ آج بھی اپنے اسلاف، خصوصاً علمی ذوق رکھنے والی خواتین کی سیرت کو اپنائے تو علمی، فکری اور اخلاقی زوال پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

خواتین کے علمی ذوق کی نشوونما میں خاندانی اور معاشرتی ماحول کا کردار نہایت اہم ہے۔ ایک ایسا معاشرہ جو عورت کی تعلیم کو اہمیت دیتا ہو، درحقیقت اپنی فکری بنیادوں کو مضبوط بناتا ہے۔ اس کے برعکس، اگر خواتین کو تعلیم سے محروم رکھا جائے تو اس کے منفی اثرات صرف ان تک محدود نہیں رہتے بلکہ پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔

عصرِ حاضر میں خواتین کے علمی ذوق کو نت نئے چیلنجز کا سامنا ہے۔ جدید ٹیکنالوجی اور ذرائع ابلاغ نے علم تک رسائی کو آسان بنا دیا ہے، مگر اس کے ساتھ فکری انتشار اور غیر مستند معلومات کا خطرہ بھی بڑھ گیا ہے۔ ایسے حالات میں خواتین کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے علمی ذوق کو مثبت، مقصدی اور مستند علم کے حصول کے لیے بروئے کار لائیں۔

الغرض، خواتین کا علمی ذوق کسی بھی قوم کی فکری اور اخلاقی ترقی کی ضمانت ہے۔ ایک باشعور، تعلیم یافتہ اور صاحبِ علم عورت نہ صرف اپنی ذات بلکہ اپنے خاندان اور معاشرے کے لیے بھی باعثِ خیر ہوتی ہے۔ اسی لیے خواتین کے علمی ذوق کا فروغ دراصل ایک مضبوط، متوازن اور روشن مستقبل کی بنیاد ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کوشش کو قبول فرمائے، ہمیں علمِ نافع عطا کرے اور ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق دے، آمین۔

فصلِ اول
علم کی فضیلت

آیت نمبر 1:

﴿فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَۙ(43)﴾

ترجمہ کنز الایمان: "اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں"۔[1]

اس آیت میں عموم کے الفاظ ہیں جس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس مسئلے کا علم نہ ہو اس کے بارے میں علماء کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔

اس آیت سے علم کی فضیلت کچھ یوں ثابت ہوئی کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اگر تمہیں کسی چیز میں مسئلہ ہے تو تم ان لوگوں سے پوچھ لو کہ جن کے پاس علم ہے۔

آیت نمبر 2:

﴿هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَؕ﴾

ترجمہ کنز الایمان: "کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان"۔[2]

اس آیت سے علم اور علماءِ کرام کی فضیلت کچھ اس طرح سے معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے خود علم والوں کو بے علموں سے ممتاز فرمایا ہے۔

آیت نمبر 3:

﴿اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُاؕ﴾

ترجمہ کنز الایمان: "اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں"۔[3]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

کہ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ مخلوق میں سے اللہ عزوجل کا ڈر اس کو ہے جو اللہ تعالیٰ کے جَبَرُوت اور اس کی عزت و سلطنت سے باخبر ہے۔[4]

---

1) نحل16: 43۔

2)زمر39: 09۔

3)فاطر35 : 28۔

4) خازن، علی بن محمد بغدادی، تفسیرِ خازن، بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1995، ج5، تحت الفاطر، الآیہ28، ص197۔

اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں سے وہی خوف رکھتے ہیں جو علم والے ہیں اور اس کی صفات کو جانتے اور اس کی عظمت کو پہچانتے ہیں،

اور جو شخص جتنا زیادہ اللہ عزوجل کی ذات و صفات کا علم رکھتا ہو گا وہ اتنا ہی زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو گا اور جس کا علم تھوڑا ہو گا تو اس کا خوف بھی تھوڑا ہو گا۔

علم والے بہت رتبے والے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خَشیَت اور خوف کو ان میں مُنْحَصَر فرمایا ،لیکن یاد رہے کہ یہاں علم والوں سے مراد وہ ہیں جو دین کا علم رکھتے ہوں اوران کے عقائد اور اَعمال درست ہوں۔

حدیث نمبر 1 :

((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ۔))

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((علم دین حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے))۔[1]

اس حدیث کا معنیٰ و مفہوم یہ ہے کہ ہر مسلمان پر دین کے وہ مسائل سیکھنا فرض ہے جو اسکے لیے ضروری ہیں اور روز مرہ کی زندگی میں استعمال ہوتے ہیں، مثلا عقیدہ، نماز، روزہ کے مسائل، خرید و فروخت کے مسائل وغیرہ۔

یا اس سے مراد یہ ہے کہ جس مسلمان کو کوئی مسئلہ در پیش ہو تو ضروری ہے کہ اس کے بارے میں علماء کرام سے پوچھے، ورنہ طلب علم فرض کفایہ ہے،

اگر کچھ لوگ اس کو حاصل کر لیں تو باقی افراد کی اللہ کے نزدیک پکڑ نہ ہوگی، اور اگر سبھی علم دین سیکھنا چھوڑ دیں تو سب گنہگار ہوں گے۔

یہ حدیث علم کی فضیلت و اہمیت کو اجاگر کرنے کیلیے لائی گئی۔

حدیث نمبر 2 :

((عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: فَقِيهٌ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ))

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((شیطان پر ایک فقیہ عالم، ہزار عابد سے زیادہ بھاری ہے))۔[2]

---

1) ابن ماجہ، محمد بن یزید قزوینی، سنن ابن ماجہ، مقدمہ،باب فضل العلماء و الحث علی طلب العلم،الحدیث : 224۔

2) ابن ماجہ، محمد بن یزید قزوینی، سنن ابن ماجہ، مقدمہ،باب فضل العلماء و الحث علی طلب العلم،الحدیث : 222۔

حدیث نمبر 3:

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:

((إِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ))۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

((عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی تمام ستاروں پر))۔[1]

یہ تھیں قرآن پاک کی چند آیات اور احادیثِ رسول ﷺ کہ جس سے ہمیں علم کی فضیلت کے بارے میں پتا چلا کہ علمِ دین حاصل کرنا کتنا اہم ہے اور اس کے کیا کیا فضائل بیان ہوئے۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ ہمیں علمِ دین سیکھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، امین۔

---

1) ابو داؤد، سلیمان بن اشعث سجستانی، سننِ ابی داؤد، کتاب العلم، باب فی فضل العلم، الحدیث: 3641۔

فصلِ ثانی :

خواتین کا علمی ذوق

ابتدائیہ :

اس فصل میں ہمیں خواتین کے علمی ذوق کا معلوم ہو گا کہ وہ کس قدر علم دین کا ذوق رکھتی تھیں۔

جب خواتین کے علمی ذوق کی بات آتی ہے تو ذہن میں ان نامور خواتین کے نام آتے ہے کہ جن سے تابعین کرام اور ان کے دور کے نامور علمائے کرام نے روایتیں لی ہیں اور ان خواتین میں کئی ساری نامور خواتین کے نام ملتے ہیں۔

مثلا: ام الدرداء صغریٰ، ام کلثومبنت ابو بکر، صفیہ بنت شیبہ، عائشہ بنت سعد، عائشہ بنت طلحہ،

صفیہ بنت حارث، عمرۃ بنت عبد الرحمن، بی بی قمریہ بنت عمر والکوفیہ، حفصہ بنت سیرین،

صفیہ بنت ابو عبید، رابعہ عدویہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہن وغیرہ۔

یہ وہ نامور اور علمی ذوق خواتین ہیں کہ خواتین تو ان سے احادیث لیتی ہی تھیں مگر ساتھ ہی ساتھ کئی سارے تابعین عظام اور نامور علمائے کرام نے بھی ان سے روایتیں لیں۔

اسی طرح جب جب خواتین کے علمی ذوق اور علم دوست ہونے کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو تب تب ذہن میں ان خواتین اسلام کا بھی نقشہ بنتا ہے کہ جن کی علمی مہارت کو دیکھ کر علمائے کرام حیران ہو جاتے اور تو اور کئی نامور علمائے کرام کی بابت آیا ہے کہ باضابطہ وہ ان خواتین سے علم حاصل کرنے کیلئے ان کے زانوئے تلمذ ہو جاتے،

ان میں سے چند خواتین کے نام یہ ہیں:

بی بی فاطمہ نیشاپوری، شہزادی عباسہ، بی بی عروضیہ، بی بی شیریں بنت عبد اللہ ہندیہ،

بی بی فاطمہ بنت ابراہیم، بی بی زمرد محدثہ، بی بی ام الخیر، بی بی حبیبہ محدثہ، بی بی ملکہ،

بی بی ست الفقہاء، بی بی ام عمر، بی بی خدیجہ بنت احمد، بی بی عائشہ بنت محمد،

بی بی امۃ الخالق، بی بی حنفیہ، بی بی زینب بنت عبد اللہ الازھری رحمۃ اللہ علیھن وغیرہ وغیرہ۔

اب آگے چل کر چند خواتین کے علمی ذوق کے متعلق مختصر سے واقعات پڑھیں گے۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی خواتین شیوخات:

خواتین اسلام کے علمی تبحر و علمی ذوق کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ جو اپنے دور کے مجدد تھے، انہوں نے اپنے شیوخ میں ایک تعداد خواتین شیوخ کو بھی شمار کیا ہے،

جسے وہ خود اپنی کتاب "التحدث بنعمۃ اللہ" میں تحریر فرما چکے۔

ان کے نام یہ ہیں :

صفیہ بنت یاقوت، فاطمہ بنت احمد،

زینب بنت احمد، زینب بنت ابراہیم،

زینب بنت محی الدین، سارہ بنت محمد،

رجب بنت شہاب، رقیہ بنت عبد القوی،

آمنہ بنت شرف الدین، آسیہ بنت جار اللہ،

الف بنت عبد اللہ، الف بنت علامہ بدر الدین،

ام ھانی بنت تقی الدین، حنیفہ بنت عبد الرحمن،

خدیجہ بنت نور الدین محلی، خدیجہ بنت فرج زیلعی،

ام ھانی بنت شیخ نور الدین، ام ھانی بنت ابو القاسم،

فاطمہ ام الحسن بنت تاج الدین، فاطمہ بنت جمال الدین،

امۃ الخالق بنت عبد اللطیف مناوی، امۃ العزیز بنت عبد اللہ،

ست قریش بنت تقی الدین، صالحہ ام ھناء بنت نور الدین،

خدیجہ بنت محدث شہاب الدین، خدیجہ بنت عبد الرحمن،

فاطمہ بنت شہاب الدین، فاطمہ بنت ابو القاسم علی الیسیری،

کمالیہ بنت احمد، کمالیہ بنت نجم الدین رحمۃ اللہ علیہن وغیرہ وغیرہ[1]

اس بات سے ہی خواتین کے علمی ذوق کا اندازہ لگالیں کہ امام سیوطی علیہ الرحمہ کے شیوخ کی ایک بڑی تعداد ہے جو کہ خواتین ہیں۔

ام ربیعہ رحمۃ اللہ علیہا کا علمی ذوق:

ام ربیعہ، علامہ ربیعۃ الرائے کی والدہ ہے۔

ان کے حوالے سے آتا ہے کہ جب علامہ ربیعۃ الرائے ان کے شکم میں تھے تو ان کے والد فروخ کو خراسان کی مہم میں جانا پڑا اور پھر کچھ اس طرح ہوا کہ آپ کے والد ستائیس سال تک گھر نا آسکے،

تو آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کی تعلیم و تربیت کا بڑا خیال کیا اور شوہر کی غیر موجودگی میں لڑکے کی تعلیم پر پوری توجہ دی اور شوہر نے بوقت رخصت ام ربیعہ کو تیس ہزار اشرفیاں دیں تھی،

---

1) سیوطی، عبد الرحمن بن ابو بکر سیوطی، التحدث بنعمۃ اللہ، المطبعۃ العربیۃ الحدیثۃ، ملخصًا، ص 43 تا 70۔

جو کہ ام ربیعہ نے کمال کا علمی ذوق دکھاتے ہوئے علامہ ربیعۃ الرائے کی تعلیم پر صرف کر دیا،
ستائیس سال کے بعد جب ان کے والد گھر واپس آئے اور گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا تو علامہ ربیعۃ الرائے باہر نکلے اور باپ بیٹے دونوں آپس میں ناواقف تھے،
پھر ان کے درمیان کچھ جھگڑا ہوا، تو والدہ نے علامہ ربیعۃ الرائے سے کہا کہ یہ تمہارے والد ہیں، پھر دونوں گلے مل کے کافی روئے،
پھر فروخ نماز پڑھنے کے لیے مسجد نبوی میں تشریف لے گئے، وہاں انہوں نے دیکھا کہ مسجد نبوی میں ایک حلقۂ درس قائم تھا جس میں مدینہ کے بڑے بڑے ارباب علم شریک ہوئے تھے اور ان کے سامنے ایک بزرگ سر جھکائے بیٹھے ہوئے تھے،
تو فروخ نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہے تو لوگوں نے بتایا کہ یہ ربیعۃ الرحمن ہے، تو یہ سن کر فروخ مسرت میں بول اٹھے کہ خدا نے میرے لڑکے کو یہ رتبہ عطا کیا،
تو وہ گھر جا کر بیوی سے کہنے لگے کہ میں نے تمہارے لڑکے کو ایسے رتبہ پر دیکھا ہے کہ اس سے پہلے میں نے کسی عالم کو اس طرح نہ دیکھا، پھر یہ سننے کے بعد بیوی نے کہا کہ اب بتاؤ کیا چاہتے ہو بیٹے کی عظمت و شان یا تیس ہزار اشرفیاں؟
فروخ نے جواب دیا خدا کی قسم لڑکے کی عظمت و شان،
توام ربیعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے کہا پھر تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں نے تمہاری ساری دولت اس کی تعلیم میں صرف کر دی۔[1]

ام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہا کا علمی ذوق:

ام سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالی علیہا، حضرت سعید بن مسروق رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی اہلیہ اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی والدہ محترمہ تھیں،
آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہا کے شوہر سعید بن مسروق رحمۃ اللہ تعالی علیہ بہت اونچے درجے کے عالم تھے اور حدیث نبوی ﷺ کی روایت میں معروف تھے اور ام سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالی علیہا خود بھی نیک سیرت اور صاحب علم خاتون تھی، ان کو علمی ذوق بھی بہت تھا،
حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے والدین کے معاشی حالات اچھے نہیں تھے اور ان حالات کا اچھے نہ ہونا، سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے علم دین حاصل کرنے کی راہ میں رکاوٹ بن رہے تھے،

---

1) خطیب بغدادی، حافظ احمد بن علی بغدادی، تاریخ بغداد، دار الغرب اسلامی، 2001، ج9، ص416، 415۔

مگر جب ام سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالی علیہا نے یہ چیز دیکھی تو آپ کے جذبۂ دینی اور ہمت مردانہ نے اس کو دور کر دیا، وہ کیسے دور کیا کہ ایک دن انہوں نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو حصول علم کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

''یَا بُنَيَّ اُطْلُبِ الْعِلْمَ وَ اَنَا اَكْفِيكَ بِمَغْزَلِيْ''

'' اے میرے بیٹے تم حصول علم میں مشغول رہو میں چرخہ کات کر تمہارے اخراجات پورے کروں گی۔''

اور ان کو علمی ذوق ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے حوالے سے یہ بھی ہے کہ انہوں نے ایک بار بڑی دل سوزی سے اپنے بیٹے کو نصیحت کی:

کہ بیٹے جب تم 10 حروف لکھ چکو تو دیکھو کہ تمہارے حلم و وقار اور چال ڈھال میں کوئی اضافہ ہوا یا نہیں اگر کوئی اضافہ نہیں ہوا تو علم نے تم کو کوئی نفع نہیں پہنچایا۔[1]

بی بی فاطمہ نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہا کا علمی ذوق:

آپ خراسان کی قدیمی عورتوں میں سے ہیں۔ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی تعریف کی اور ذو النون مصری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے حوالے سے آتا ہے کہ انہوں نے ان سے سوالات کیے،

ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے کہا کہ میں نے اپنی ساری عمر میں ایک مرد اور ایک عورت دیکھی ہے وہ عورت تو فاطمہ نیشاپوری ہے۔

مزید فرماتے ہیں کہ میں نے کسی مقام کی اس کو خبر نہیں دی کہ اس کو پہلے سے ظاہر نہ ہو یعنی کہ آپ کو کسی مسئلے کے بارے میں خبر دی جاتی تو مسئلہ آپ کو پہلے سے معلوم ہوتا تھا، یہ آپ کا علمی ذوق تھا،

پھر ایک شیخ نے ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے پوچھا کہ آپ نے کسی کو اس گروہ میں بڑا بزرگ دیکھا ہے؟ تو کہا کہ ایک عورت مکہ میں تھی جس کو فاطمہ نیشاپوری کہتے تھے،

قران کے معنی ایسا بیان کرتی تھی کہ مجھ کو تعجب معلوم ہوتا تھا۔

اس قدر آپ کو علمی ذوق تھا کہ ذو النون مصری رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ جیسی عظیم علمی ہستی کو ان کے علم پر تعجب ہوتا تھا۔[2]

نُفَیْسہ بنتِ حسن رحمۃ اللہ علیہا کا علمی ذوق:

سیدہ نُفَیْسہ بنت حسن رضی اللہ تعالی عنہا 145 سن ہجری میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں،

---

1) جرجانی، حمزہ بن یوسف سہمی، تاریخِ جرجان، عالم الکتب، 1987، ص492۔

2) جامی، مولانا عبد الرحمن جامی، نفحات الانس، شبیر برادرز، 2002، ص642، 641۔

آپ رضی اللہ تعالی عنہا کے علمی ذوق کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ سیدہ کے حوالے سے آیا ہے کہ آپ قران پاک اور اس کی تفسیر یاد کرتی تھیں،

امام شافعی رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ سیدہ کے پاس آیا جایا کرتے اور ان سے علمی مسائل میں گفتگو کرتے، اور یہ کہ امام شافعی نے سیدہ نفیسہ رضی اللہ تعالی عنہا سے حدیث کا سماع کیا ہے،

سیدہ نفیسہ رضی اللہ تعالی عنہا کی وفات بالاتفاق 208 ہجری کو رمضان المبارک میں ہوئی۔[1]

قرآن کی ایک گمنام عالمہ:

حضرت سیدنا عبد اللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ تعالی علیہ بیان کرتے ہیں کہ

میں حج کرنے کے ارادے اور حضور نبی پاک ﷺ کی قبر انور کی زیارت کی نیت سے نکلا تو راستے میں مجھے کوئی سیاہ چیز دکھائی دی، پاس گیا تو دیکھا کہ وہ ایک بوڑھی خاتون ہے جس نے اونی قمیص پہنی ہوئی ہے اور اونی دوپٹہ اوڑھ رکھا ہے۔

میں نے اُس کو سلام کیا تو اس نے کہا: ﴿سَلٰمٌ قَوْلًا مِنْ رَّبٍّ رَّحِيمٍ﴾ (58)[2]

ترجمہ کنز الایمان: "ان پر سلام ہو گا مہربان رب کا فرمایا ہوا"۔

میں نے اس سے کہا: اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے، تم اس ویران جگہ پر کیا کر رہی ہو؟

اس نے کہا: ﴿مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ﴾ (186)[3]

ترجمہ کنز الایمان: "جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں"۔ میں جان گیا کہ یہ راستہ بھول گئی ہے لہذا میں نے اُس سے کہا: تم کہاں جانا چاہتی ہو؟

اُس نے کہا: ﴿سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى﴾ (1)[4]

ترجمہ کنز الایمان: "پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک"۔

میں سمجھ گیا کہ اس نے حج ادا کر لیا ہے اور اب یہ بیت المقدس جانا چاہتی ہے،

تو میں نے اُس سے کہا: تم کب سے یہاں ہو؟

---

1) محدثِ کبیر فیصل آباد، علامہ غلام رسول رضوی، تنویر الازھار، تفہیم البخاری پبلیکیشنز، ج2، ملخصاً ص189، 193۔

2) یٰس36: 58۔

3) اعراف7: 186۔

4) بنی اسرائیل17: 01۔

اُس نے کہا : ﴿ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا﴾[1](۱۰) ترجمہ کنز الایمان : "تین رات دن"۔

میں نے کہا : میں نہیں دیکھ رہا ہوں تمہارے پاس کوئی کھانا جسے تم کھاؤ۔

اس نے کہا : ﴿هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ﴾[2](79)

ترجمہ کنز الایمان : "وہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے"۔

میں نے کہا : تم وضو کیسے کرتی ہو؟

اس نے کہا : ﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾[3](43)

ترجمہ کنز الایمان : "اور پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تمیم کرو"۔

میں نے کہا : میرے پاس کھانا ہے، کیا تم کھانا کھاؤ گی؟

اس نے کہا : ﴿ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ﴾[4](185)

ترجمہ کنز الایمان ": پھر رات آنے تک روزے پورے کرو"۔

میں نے کہا: یہ رمضان کا مہینہ نہیں۔

اس نے کہا : ﴿وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ﴾[5](158)

ترجمہ کنز الایمان : "اور جو کوئی بھلی بات اپنی طرف سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبر دار ہے"۔

میں نے کہا : سفر میں روزہ نہ رکھنا بھی تو جائز ہے۔

اُس نے کہا : ﴿وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾[6](184)

ترجمہ کنز الایمان : "اور روزہ رکھنا تمہارے لئے زیادہ بھلا ہے اگر تم جانو"۔

میں نے کہا : جیسے میں گفتگو کر رہا ہوں تم ایسے کیوں نہیں گفتگو کر رہی ہو؟

اس نے کہا : ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾[7](18)

---

1)مریم19: 10۔

2)شعراء26: 79۔

3)نساء4: 43۔

4)البقرہ02: 185۔

5)البقرہ02: 158۔

6)البقرہ02: 184۔

7)ق50: 18۔

ترجمہ کنز الایمان : ”کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو“۔
میں نے کہا : تمہارا کس قبیلے سے تعلق ہے؟
تو اس نے کہا : ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾ [1] (30)
ترجمہ کنز الایمان : ”اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تمہیں علم نہیں بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے سوال ہوتا ہے“۔
میں نے کہا : مجھ سے غلطی ہو گئی، مجھے معاف کر دیں۔
اس نے کہا: ﴿لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ﴾ [2] (92)
ترجمہ کنز الایمان : ”تم پر کچھ ملامت نہیں اللہ تمہیں معاف کرے“۔
میں نے کہا : کیا میں اپنی اونٹنی پر سوار کر کے تمہیں قافلے تک پہنچا دوں؟
اُس نے کہا : ﴿وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللَّهُ﴾ [3] (197)
ترجمہ کنز الایمان: ”اور تم جو بھلائی کرو اللہ اسے جانتا ہے“۔
میں نے اپنی اونٹنی اُس کے لئے بٹھادی،
تو اس نے کہا : ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ﴾ [4] (30)
ترجمہ کنز الایمان : ”مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں“۔
میں نے اپنی نگاہ نیچی کر لی اور اس سے کہا : سوار ہو جاؤ۔وہ سوار ہونے لگی تو اونٹنی بدک گئی جس کی وجہ سے اُس کے کپڑے پھٹ گئے، اور اُس نے کہا : ﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ﴾ [5] (30)
ترجمہ کنز الایمان : ”اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا“۔
میں نے اس سے کہا : ذرا صبر کریں میں اونٹنی کی کلائی کو ران سے باندھ دیتا ہوں۔
اُس نے کہا : ﴿فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ﴾ [6] (79) ترجمہ کنز الایمان : ”ہم نے وہ معاملہ سلیمان کو سمجھا دیا“۔

---

1)بنی اسرائیل17: 30۔
2)یوسف12: 92۔
3)البقرہ02: 197۔
4)نور24: 30۔
5)الشوریٰ42: 30۔
6)انبیاء21: 79۔

میں نے اونٹنی کی کلائی کو ران سے باندھ دیا اور اس سے کہا: سوار ہو جائیں۔

وہ جب سوار ہو گئی تو اس نے کہا: ﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ﴾[1] (۱۳)

ترجمہ کنز الایمان: "پاکی ہے اسے جس نے اس سواری کو ہمارے بس میں کر دیا اور یہ ہمارے بوتے (قابو) کی نہ تھی"۔

میں نے اونٹنی کی لگام پکڑ لی اور چیختے ہوئے تیز چلانے لگا،

تو اس نے کہا: ﴿وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ﴾[2] (19)

ترجمہ کنز الایمان: "اور میانہ چال چل اور اپنی آواز کچھ پست کر"۔

یہ سن کر میں آہستہ آہستہ چلنے لگا اور ترنم سے اشعار پڑھنے لگا،

تو اس نے کہا: ﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ﴾[3] (20)

ترجمہ کنز الایمان: "اب قرآن میں سے جتنا تم پر آسان ہو اتنا پڑھو"۔

میں نے کہا: آپ کو بہت بھلائی ملی ہے۔

اس نے کہا: ﴿وَمَا یَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾[4] (269)

ترجمہ کنز الایمان: "اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے"۔

میں تھوڑا دور ہی اسے لے کر چلا تھا کہ میں نے اس سے پوچھا: کیا تمہارا کوئی شوہر ہے؟

اس نے کہا: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾[5] (101)

ترجمہ کنز الایمان: "اے ایمان والو ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری لگیں"۔

میں خاموش ہو گیا اور اس سے کوئی بات نہ کی حتی کہ ہم قافلہ تک پہنچ گئے تو میں نے اس سے کہا: تمہارا اس قافلے میں کون ہے؟

اُس نے کہا: ﴿اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا﴾[6] (46)

---

1) الزخرف 43: 13۔

2) لقمن 31: 19۔

3) مزمل 73: 20۔

4) البقرہ 02: 269۔

5) مائدہ 05: 101۔

6) کہف 18: 46۔

ترجمہ کنز الایمان : "مال اور بیٹے یہ جیتی دنیا کا سنگار ہے"۔میں جان گیا اس کی اولاد بھی ہے،
تو میں نے کہا : سفر حج میں ان کی کیا ذمہ داری تھی؟ اس نے کہا :
﴿وَعَلٰمٰتٍ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ﴾[1] (16) ترجمہ کنز الایمان : "اور علامتیں اور ستارے سے وہ راہ پاتے ہیں"۔
میں جان گیا کہ اس کے بیٹے سواروں کو راہ دکھانے والے ہیں۔لہذا میں نے گول نما اور بلند خیموں کا قصد کیا اور اس عورت سے کہا : ان بلند خیموں میں کون ہیں؟
اس نے کہا : ﴿وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا﴾[2] (125) ترجمہ کنز الایمان : "اللہ نے ابراہیم کو اپنا گہرا دوست بنایا"۔
﴿وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا﴾[3] (146) ترجمہ کنز الایمان : "اور اللہ نے موسی سے حقیقتا کلام فرمایا"۔
﴿يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ﴾[4] (12) ترجمہ کنز الایمان : "اے یحیٰی کتاب مضبوط تھام"۔
میں نے اے ابراہیم! اے موسیٰ! اور اے یحیٰ! کہہ کر پکارا تو میرے سامنے چاند جیسے نوجوان ظاہر ہوئے پھر جب میں اُن کے ساتھ اطمینان و تسلی سے بیٹھ گیا،
تو عورت نے کہا : ﴿فَابْعَثُوْا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖۤ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَاۤ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ﴾[5] (۲۰)
ترجمہ کنز الایمان : "تو اپنے میں ایک کو یہ چاندی لے کر شہر میں بھیجو پھر وہ غور کرے کہ وہاں کون سا کھانا زیادہ ستھرا ہے کہ تمہارے لئے اس میں سے کھانے کو لائے"۔
یہ سن کر ان میں سے ایک چلا گیا اور جا کر کھانا خرید کر لایا اور کھانا میرے آگے لا کر رکھ دیا۔
عورت نے کہا : ﴿كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓئًۢا بِمَاۤ اَسْلَفْتُمْ فِى الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ﴾[6] (24)
ترجمہ کنز الایمان : "کھاؤ اور پیو رچتا ہوا صلہ اس کا جو تم نے گزرے دنوں میں آگے بھیجا"۔
میں نے کہا : میں یہ کھانا اُس وقت تک تناول نہیں کروں گا جب تک مجھے تم لوگ اس عورت کے بارے میں نہ بتاؤ۔انہوں نے کہا : یہ ہماری والدہ محترمہ ہیں جو چالیس سال سے قرآن مجید سے ہٹ کر اس خوف سے گفتگو نہیں کرتیں کہ کہیں وہ قرآن مجید سے ہٹ کر گفتگو کریں اور غلطی کر جائیں تو اللہ تعالیٰ ان پر ناراض ہو جائے

---

1) نحل16: 16۔
2) نساء04: 125۔
3) نساء04: 146۔
4) مریم19: 12۔
5) کہف18: 20۔
6) حاقہ69: 24۔

اور وہ قادر مطلق ہر چیز پر قادر ہے۔

میں نے کہا : ﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ﴾ [1](21)

ترجمہ کنز الایمان : "یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے"۔[2]

☆بعض کتب میں اس خاتون کا نام ام یحییٰ لکھا ہے۔

☆اسکو عربی عبارت کے ساتھ پڑھنے کیلیے المستطرف فی کل فن مستظرف کا مطالعہ کریں۔

حفصہ بنت سیرین رحمۃ اللہ علیہا کا علمی ذوق:

امام محمد بن سیرین کی بہن تھیں، ان کا شمار جلیل القدر تابعیات میں ہوتا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تہذیب التہذیب میں ابن داؤد کی یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت حفصہ رحمۃ اللہ علیہا نے بارہ برس کی عمر میں قرآن پڑھ لیا تھا اور حدیث کی تحصیل بھی کرلی تھی۔

بی بی حفصہ کو اس قدر علمی ذوق تھا کہ آپ نے متعدد صحابہ اور تابعین سے روایت کی۔ ان میں حضرت انس ابن مالک، حضرت ام عطیہ ، حضرت خیرہ ام الحسن البصری، ابو العالیہ اور ربیع بن زیاد جیسی جلیل القدر شخصیتیں بھی شامل ہیں۔ ان سے ابن عون ، خالد الحذاَ، قتادہ ، ہشام بن حسان وغیرہ متعدد تابعین نے روایت کی ہے۔[3]

حضرت حفصہ کو قرآن پاک کی تلاوت کا بہت شوق تھا۔ ہر رات کو تہجد میں نصف قرآن پاک ختم کرلیتی تھیں۔ فن قرات میں ایسا کمال حاصل تھا کہ اگر امام محمد بن سیرین کو قرأت میں کسی مقام پر کوئی شبہ ہوتا تو وہ اپنے تلامذہ سے کہتے، جاؤ اور حفصہ سے پوچھو کہ وہ اسے کیسے پڑھتی ہیں۔[4]

بی بی مریم اندلسیہ رحمۃ اللہ علیہا کا علمی ذوق:

بی بی مریم اندلسیہ کا شمار چوتھی صدی ہجری کی عالمات میں ہوتا ہے،

آپ کے والد کا نام ابو یعقوب انصاری تھا، آپ تمام علوم میں درجہ تبحر رکھتی تھی،

آپ کا علمی ذوق اس قدر تھا کہ آپ نے اشبیلیہ میں ایک درسگاہ قائم کی کہ جس میں دور دراز سے خواتین آتیں اور ان سے تعلیم حاصل کرتی، بی بی مریم نے طویل عمر پا کر پانچویں صدی ہجری کے اغاز میں انتقال کیا۔[5]

---

1)حدید57: 21

2) ابشیہی، شہاب الدن محمد بن احمد الابشیہی، المستطرف فی کل فن مستظرف، بیروت، دار المعرفہ 2008، ص88، 89۔

3) عسقلانی، احمد بن علی عسقلانی، تہذیب التہذیب، دار الکتب العلمیہ بیروت، 2004، جلد7، ص657۔

4)عمر رضا کحالہ، دمشق کے مصنف، اعلام النساء فی عالمی العرب والاسلام، مؤسسۃ الرسالۃ دمشق، 1959، جلد1، ص273۔

5)طالب الہاشمی، تاریخ اسلام کی چار سو باکمال خواتین، پین اسلامک پبلشرز، 1992، ص191۔

بی بی عائشہ بنت یوسف الباعونی رحمۃ اللہ علیہا کا علمی ذوق:

بی بی عائشہ بنت یوسف الباعونی دسویں صدی کی عالمات میں سے ہیں،
آپ یوسف بن احمد الباعونی کی بیٹی ہیں اور آپ بہت بڑی عاشقہ رسول ہیں،
آپ کا علمی ذوق اس قدر تھا کہ آپ نے بوقت وفات کئی ساری کتب چھوڑی جن میں سے چند یہ ہے :
الفتح المبین فی مدح الامین، یہ نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے عشق پر مشتمل کتاب ہے۔
درر الفائص فی بحر المعجزات و الخصائص،
الفتح القریب فی معراج الحبیب،
فیض الفضل وجمع الشمل،
المنتخب فی اصول الرتب وغیرہ۔

نواب شاہجہاں بیگم کی کتب :

نواب شاہجہاں بیگم تیرھویں صدی کی بھوپال کی رئیسہ گزری ہیں۔
آپ کا بھی علمی ذوق بہت بلند تھا کہ آپ نے بھی بہت سی کتابیں تصنیف کی جن میں سے سرفہرست یہ ہیں :
تاج الاقبال،
تاج الکلام،
خزینۃ اللغات،
دیوانِ شیریں وغیرہ۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کا ناراض ہونا:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کا علمی ذوق اس قدر بلند تھا کہ آپ نے امام شافعی سے فرمایا :
بیٹے یاد ہے جب میں نے تجھے علم دین حاصل کرنے کے لیے رخصت کیا تھا تو میرے پاس تمھیں دینے کیلیے صرف دو پرانی یمنی چادریں تھیں اور میں نے تیرے شوق کی خاطر وہی تیرے حوالے کر دیں اور اس طرح تجھے گھر سے روانہ کیا کہ تم میرے اکلوتے سہارے تھے اور اس آرزو کے ساتھ بھیجا تھا کہ تم حدیث رسول ﷺ کی دولت سے مالا مال ہو کر واپس آؤ گے،
پھر انہوں نے اونٹوں، گھوڑوں اور خچروں کی طرف اشارہ کیا اور بولی : ”میں نے تجھے یہ مال اور دینار لانے کے لیے تو نہیں بھیجا تھا۔بیٹے یہ تو غرور کی پونجی ہے۔
کیا تو یہ سب اس لیے لایا ہے کہ اپنے چچا کے بیٹوں پر اپنی بڑائی جتائے اور انھیں حقیر سمجھے“۔

وہ بالکل ساکت و جامد کھڑے ماں کو تک رہے تھے۔ علم دین کی یہ عظمت، خدا پر توکل اور بھروسہ اور دولت دنیا سے بے نیازی کا یہ مختصر سا وعظ جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ماں نے دیا کسی درسگاہ کے ہزاروں دروس پر بھاری تھا، ان کا دل عقیدت سے جھک گیا اور آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو گئیں اور انہیں یقین ہو گیا کہ ان کو جو کچھ ملا ہے، ماں کی مقبول دعاؤں اور پاکیزہ آرزوؤں کی بدولت ملا ہے۔

آپ نے محسوس کیا کہ برسوں پڑھنے اور سیکھنے کے باوجود آج ریت کے اس ٹیلے کے نیچے بوڑھی ماں نے جو کچھ سکھایا ہے، وہ اس سے پہلے آپ نے کہیں نہ سیکھا تھا۔

آپ نے فرط شوق و محبت سے اپنی ماں کے ہاتھ چوم لیے اور کہا: اماں فرمائیے! اب میں کیا کروں؟

انہوں نے نہایت عاجزی سے کہا: بیٹے کرنا کیا ہے! اعلان کر دو کہ بھوکے آئیں اور غلہ لے جائیں، ننگے آئیں اور کپڑے لے جائیں، نادار آئیں اور دولت لے جائیں، پیادے آئیں اور سواریاں لے جائیں۔

انہوں نے ماں کے حکم کی تعمیل کی اور شام تک وہ ساری دولت غریبوں اور ناداروں میں تقسیم ہو گئی۔[1]

صحابیات رضی اللہ عنہن کا حضور ﷺ سے عرض کرنا:

عہدِ حضور ﷺ میں بھی عورتوں کو علم کا اس قدر ذوق تھا کہ ایک خاتون حضور ﷺ سے عرض گزار ہوئی، چنانچہ:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيثِكَ، فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَفْسِكَ يَوْمًا نَأْتِيكَ فِيهِ تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللهُ،

فَقَالَ: اجْتَمِعْنَ، فِي يَوْمِ كَذَا وَكَذَا فِي مَكَانِ كَذَا وَكَذَا، فَاجْتَمَعْنَ، فَأَتَاهُنَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللهُ، ثُمَّ قَالَ: ((مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَيْهَا مِنْ وَلَدِهَا ثَلَاثَةً إِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَوِ اثْنَيْنِ، قَالَ: فَأَعَادَتْهَا مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: وَاثْنَيْنِ، وَاثْنَيْنِ، وَاثْنَيْنِ))۔

((ابو سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک خاتون نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا: یا رسول اللہ! آپ کی تمام احادیث مرد لے گئے، ہمارے لیے بھی آپ کوئی دن اپنی پاس سے مخصوص کر دیں جس میں ہم آپ کے پاس آئیں اور آپ ہمیں وہ تعلیمات دیں جو اللہ تعالی نے آپ کو سکھائی ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ فلاں فلاں دن فلاں فلاں جگہ جمع ہو جاؤ۔

چنانچہ عورتیں جمع ہوئیں اور نبی کریم ﷺ ان کے پاس آئے اور انہیں اس کی تعلیم دی جو اللہ نے آپ ﷺ کو سکھایا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ((تم میں سے جو عورت بھی اپنی زندگی میں اپنے تین بچے آگے بھیج دے گی۔(یعنی وہ فوت ہو جائیں گے) تو وہ اس کے لیے دوزخ سے رکاوٹ بن جائیں گے۔

1) ڈاکٹر اختر حسین عزمی، فرزندِ حرم امام شافعی کے علمی سفر، منشورات، ملتان، 2015، ص113۔

اس پر ان میں سے ایک خاتون نے کہا: یا رسول اللہ! دو؟ انہوں نے اس کلمہ کو دو مرتبہ دہرایا، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں دو، دو،اور دو بھی یہی درجہ رکھتے ہیں))۔[1]

بنیادی اور اہم مسائل میں صحابیات کی احادیث :

حج اور عمرہ کے موقع پر بھی صحابیات کرام رضی اللہ عنہن بارگاہِ رِسَالَت ﷺ میں حاضر رہیں اور یوں حج وغیرہ کے متعلق بھی بہت سے بنیادی اور اہم مسائل ہم تک انہی کے ذریعے پہنچے۔

جیسا کہ روایت میں آیا کہ

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، عَلَى النِّسَاءِ جِهَادٌ، قَالَ: ((نَعَمْ، عَلَيْهِنَّ جِهَادٌ لَا قِتَالَ فِيهِ، الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ))۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا عورتوں پر بھی جہاد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((ہاں، لیکن ان پر ایسا جہاد ہے جس میں لڑائی نہیں ہے اور وہ حج اور عمرہ ہے))۔[2]

کبشہ بنتِ کعب رضی اللہ عنہا کا حیران ہونا:

حضرت کبشہ بنت کعب، حضرت کعب بن مالک انصاری کی صاحبزادی تھیں۔ان کی شادی حضرت ابو قتادہ انصاری کے فرزند عبد اللہ سے ہوئی تھی۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ ایک دفعہ اپنے بیٹے کے گھر تشریف لے گئے۔نماز کا وقت آیا تو بہو نے وضو کے لیے پانی رکھا، اتنے میں ایک بلی آئی اور وضو کے برتن میں منہ ڈال کر پانی پینے لگی، لیکن حضرت ابو قتادہ نے پانی کے برتن کو اور جھکا دیا تاکہ اطمینان سے اپنی پیاس بجھائے پھر نظر اٹھائی تو دیکھا کہ بہو حیرت سے یہ تماشا دیکھ رہی ہے۔حضرت کبشہ بنت کعب رضی اللہ تعالی عنہ کا حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ تعالی عنہ کو حیرت بھری نگاہوں سے دیکھنا اس لیے تھا کہ آپ میں علمی ذوق اس قدر تھا کہ علم کے معاملے میں آپ نے شرم محسوس نہ کی کہ آپ کو جتنا معلوم تھا اس سے ہٹ کر آپ نے معاملہ دیکھا تو آپ کے علم کی جستجو نے اس چیز کو ابھارا کہ یہ کیا ہوا ہے اس کا پتہ لگایا جائے، فرمایا: بیٹی اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بلی نجس جانور نہیں ہے یہ تو گھروں کی آنے جانے والی ہے۔

ایک حدیثِ پاک میں یہ واقعہ خود حضرت کبشہ بنت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا ہے۔چنانچہ:

---

1) بخاری، محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب تعلیم النبی ﷺ امتہ۔۔الخ، الحدیث:7310۔

2) ابن ماجہ، محمد بن یزید قزوینی، سنن ابن ماجہ، کتاب المناسک، باب الحج جہاد النساء، الحدیث 2901۔

عَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبٍ، وَكَانَتْ تَحْتَ بَعْضِ وَلَدِ أَبِي قَتَادَةَ، أَنَّهَا صَبَّتْ لِأَبِي قَتَادَةَ مَاءً يَتَوَضَّأُ بِهِ، فَجَاءَتْ هِرَّةٌ تَشْرَبُ فَأَصْغَى لَهَا الْإِنَاءَ، فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: يَا ابْنَةَ أَخِي أَتَعْجَبِينَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ، هِيَ مِنَ الطَّوَّافِينَ، أَوِ الطَّوَّافَاتِ))۔

کبشہ بنت کعب رضی اللہ عنہا جو ابو قتادہ کی بہو تھیں کہتی ہیں کہ انہوں نے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے وضو کے لیے پانی نکالا تو ایک بلی آئی اور اس میں سے پانی پینے لگی، ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے برتن جھکا دیا، میں ان کی جانب حیرت سے دیکھنے لگی تو انہوں نے کہا: بھتیجی! تمہیں تعجب ہو رہا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ((بلی ناپاک نہیں ہے وہ گھروں میں گھومنے پھرنے والوں یا والیوں میں سے ہے))۔[1]

1) ابن ماجہ، محمد بن یزید قزوینی، سنن ابن ماجہ، کتاب الطھارۃ و سننہا، باب الوضوء بسؤر الھرۃ والرخصۃ فی ذلک، الحدیث 367۔

خاتمہ

خواتین کے علمی ذوق کا موضوع محض ایک سماجی یا تاریخی بحث نہیں بلکہ یہ انسانی تہذیب کی فکری و اخلاقی بنیادوں سے جڑا ہوا ایک ہمہ جہت علمی مسئلہ ہے۔ تاریخِ انسانی کا مطالعہ اس حقیقت کو نمایاں کرتا ہے کہ علم و آگہی کی شمع جب بھی روشن ہوئی، اس کی روشنی میں مرد و زن دونوں نے برابر کا حصہ لیا۔ تاہم مختلف ادوار، تہذیبی رجحانات اور سماجی ساختوں کے باعث خواتین کے علمی کردار کو اکثر نظرانداز کیا گیا یا محدود تناظر میں پیش کیا گیا۔ اس تحقیق کے ذریعے یہ واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ خواتین کا علمی ذوق فطری، مستحکم اور ارتقائی عمل کا حامل رہا ہے، جس نے ہر دور میں مختلف صورتوں میں اظہار پایا۔

اسلامی تناظر میں خواتین کے علمی ذوق کا جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ دینِ اسلام نے علم کے حصول کو مرد و عورت دونوں پر فرض قرار دے کر ایک ایسا انقلابی تصور پیش کیا جس کی نظیر سابقہ تہذیبوں میں نہیں ملتی۔ قرآنِ مجید میں تدبر، تفکر اور تعقل کی جو دعوت دی گئی ہے، وہ کسی ایک جنس تک محدود نہیں۔ عہدِ نبوی ﷺ میں خواتین کا علمی ذوق نہ صرف موجود تھا بلکہ اسے باقاعدہ فروغ بھی دیا گیا۔ ازواجِ مطہرات، بالخصوص حضرت عائشہ، علمی روایت کا وہ روشن باب ہیں جنہوں نے حدیث، فقہ، تفسیر اور سیرت کے میدان میں امت کی رہنمائی کی۔ ان کی علمی بصیرت اس بات کا ثبوت ہے کہ خواتین علمی معاملات میں محض سامع نہیں بلکہ فعال معلمہ اور رہنما بھی رہی ہیں۔

بعد کے ادوار میں بھی خواتین کا علمی ذوق مختلف صورتوں میں جلوہ گر رہا۔ اگرچہ بعض سماجی و ثقافتی رکاوٹوں نے ان کے علمی اظہار کو محدود کیا، لیکن اس کے باوجود تاریخِ اسلام میں ایسی بے شمار خواتین ملتی ہیں جنہوں نے حدیث، فقہ، ادب، لغت اور تصوف کے میدانوں میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ محدثات، فقیہات اور ادیبات کی ایک طویل فہرست اس حقیقت کی شاہد ہے کہ علمی ذوق کسی جنس کا محتاج نہیں بلکہ مواقع اور ماحول کا تقاضا کرتا ہے۔ جہاں خواتین کو علمی مواقع میسر آئے، وہاں ان کی صلاحیتیں پوری آب و تاب کے ساتھ سامنے آئیں۔

برصغیر کے تناظر میں خواتین کے علمی ذوق کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ یہاں بھی خواتین نے دینی و عصری علوم میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ مدارس، خانقاہوں اور علمی مراکز میں خواتین کی شرکت اگرچہ محدود رہی، مگر گھریلو تعلیمی نظام، درس و تدریس کے غیر رسمی حلقے اور تصنیف و تالیف کے میدان میں ان کی

کاوشیں کسی طور کم اہم نہیں۔جدید دور میں جب تعلیمی اداروں کے دروازے خواتین پر وسیع پیمانے پر کھلے تو ان کے علمی ذوق نے نئی جہتیں اختیار کیں اور وہ تحقیق، تدریس، ادب اور سماجی علوم کے میدان میں نمایاں مقام حاصل کرنے لگیں۔

اس تحقیق کا ایک اہم حاصل یہ بھی ہے کہ خواتین کے علمی ذوق کی ترقی کے لیے خاندانی، تعلیمی اور سماجی سطح پر مشترکہ کوششوں کی ضرورت ہے۔گھر وہ پہلی درسگاہ ہے جہاں علمی ذوق کی بنیاد پڑتی ہے۔اگر بچیوں میں سوال کرنے، مطالعہ کرنے اور غور و فکر کی حوصلہ افزائی کی جائے تو یہی رجحان آگے چل کر مضبوط علمی شخصیت کی تشکیل کا سبب بنتا ہے۔تعلیمی اداروں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ خواتین کو محض نصابی تعلیم تک محدود نہ رکھیں بلکہ تحقیق، تخلیق اور قیادت کے مواقع بھی فراہم کریں۔

آخر میں یہ کہنا بجا ہوگا کہ خواتین کے علمی ذوق کا فروغ دراصل پوری قوم کے فکری مستقبل کی ضمانت ہے۔ ایک باشعور، تعلیم یافتہ اور صاحبِ فکر خاتون نہ صرف اپنی ذات کو سنوارتی ہے بلکہ آنے والی نسلوں کی ذہنی و اخلاقی تربیت میں بھی کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔لہٰذا خواتین کے علمی ذوق کو محدود یا ثانوی سمجھنا دراصل معاشرے کی مجموعی فکری صلاحیت کو محدود کرنے کے مترادف ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ خواتین کے علمی کردار کو تسلیم کیا جائے، اسے فروغ دیا جائے اور انہیں وہ تمام مواقع فراہم کیے جائیں جو ایک متوازن، باعلم اور ترقی یافتہ معاشرے کے لیے ناگزیر ہیں۔یہی اس موضوع کا حاصل اور یہی اس تحقیق کا بنیادی پیغام ہے۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ میری اس کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین!

تمت بالخیر

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

مرتب :حافظ محمد فیضان بن شہاب الدین عطاری المدنی

تاریخ:27جمادی الاخریٰ ۱۴۴۷ھ بمطابق 19 دسمبر 2025ء بروز جمعۃ المبارک صبح 4 بجے